دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

نمبر پنجم و ششم — جلد سوم

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

بابت جمادی الاولی والثانیہ ۱۲۹۷ھ مطابق مئی و جون ۱۸۸۰ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء و لائبریری و سوسائٹی ہا	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	سے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہین [illegible]	ملے
(۵) للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بہی نہین رکہتے مگر علمی بضاعت رکہتے ہین اور اس رسالہ	ثواب آخرت

بقیہ شرح و شروط مراتب مطابق تفصیل سابق۔ خط و کتابت و ارسال زر بنام مہتمم پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا چاہئے۔

معذرت

جو معاونین سال سال کی قیمت پیشگی عطا فرما چکے ہین انکی خدمت مین مہتمم بڑے ادب سے **معذرت** رسان ہے کہ اس مدت توقف رسالہ مین تین دفعہ مین بیمار رہوا۔ اور مسہل وغیرہ معالجات طویلہ مین مصروف رہا اسلئے اول تو مضمون رسالہ لکہا نہ گیا۔ پہر جب مضمون تیار ہوا تو حضرات نادہندگان جدید کے عدم توجہی کے سبب کافی روپیہ مصارف طبع کے لئے میسر نہ آیا۔ معاونین اس عذر کو معرض قبول مین جگہہ دین اور اس قسم کی توقفات سے جو غیر اختیاری سببون سے پیدا ہوتے ہین۔ اشفتہ خاطر نہوا کرین۔

؎ والعذر عند کرام الناس مقبول۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ مقام لاہور محلہ سید مٹہہ۔

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

یعنے جہپی ارتداد اسلام مین تمیز

اس مضمون مین امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے جسکا یہی نام ہے جو ہمارے اس مضمون کا عنوان ہے اس رسالہ کا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ منکر و مکذب رسول مقبول صلعم کا فر مخلد فی النار ہے - مگر جو اس انکار کا کسی تاویل کی آڑ مین مرتکب ہو وہ کافر نہین ہو بلکہ وہ جہل جسمین وہ تاویل کا مرتکب ہو تاویل کی گنجائش رکھتا ہو - اور اوسکی تاویل مین قطعیات و ضروریات دین سے انکار نپایا جاتا ہو -

و ازانجا کہ انکار نصوص و تکذیب رسول مقبول از اہل سید احمد خانصاحب بہادر کی مذہب کا اصول ہے اور جن تاویلون کے آڑ مین وہ انکار و تکذیب کے مرتکب ہین اون تاویلون کی نصوص مین گنجائش نہین ہو اور انمین قطعیات و ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہو و نیز علیہ وہ رسالہ آپ پر فتوی تکفیر لگاتا ہے اسلئے آپنے تہذیب الاخلاق ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ ہجری و محرم و صفر ۹۷ھ مین اس رسالہ پر ایک ریویو لکہا ہو جسمین اس رسالہ کے اکثر مطالب کو رد کیا ہے - اور از انجملہ ایک ادہ بات کو بجذف تفصیل و بشرائط مفید مدعا بنا کر لے لیا ہے -

مین اس **ریویو پر ریویو** لکہنا چاہتا ہون جس سے میرا مقصود یہہ ہے کہ جن باتون کو آپنے مضر مطلب سمجہکر رد کر دیا ہے انکی صحت ثابت کرون - اور جس بات کو آپنے مدعا کے موافق بنا لیا ہے اسکا مخالف مدعا جناب ہونا ثابت کر دکہاؤن - اور اس رسالہ متبرکہ کو آپکے تصرفات و خدشات سے پاک کرون اور اسکے مصنف علام امام حجۃ الاسلام کی نصرت و حمایت عمل مین لاؤن +

یہہ مبحث جملہ مباحث متعلقہ جناب سے اہم و مقدم ہے کیونکہ آپکی جملہ کارروائیون کا مدار یہی تاویلی انکار ہے اسی نظر سے مباحث سابقہ کو ناتمام چہوڑکر اسکی طرف توجہ ضرور سمجہی گئی ہے - ناظرین بہی اسکے پڑہنی اور سمجہنے مین پوری توجہ مبذول فرماوین - و تا اختتام اس مبحث کی تمام مباحث سابقہ سے معافی دین

پس پہلے اقوال امام غزالی کو جو محل بحث ہین نقل کیا جاویگا پہر تعصبات و تصرفات جناب مخاطب کو قلم مین لایا جائیگا۔ پہر انکا جواب پیش کیا ہوگا ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ وہ احول و اقول یا اقول ۔

واضح ہو کہ اس رسالہ کے دیباچہ مین یہہ بیان ہے کہ یہہ رسالہ امام صاحب نے ان حاسدونکے جواب مین (جو انکی کتب سہار و معاملات دین پر متعرض ہوئے اور یہہ خیال کئی تہی کہ اسمین مذہب متقدمین اشاعرہ کا خلاف ہے۔ اور اشعریکا خلاف بالثبت یہہ کیون نہو کفر ہے) تالیف کیا ہے۔ اور اسمین اپنے بعض احباب کو یہہ ارشاد کیا ہے کہ ان حاسدونکے اعتراضات سے دل مین تنگی نہ لاوین۔ اور انکی کچہہ پرواہ نہ کرین۔

قال الغزالی بعد الحمد و الصلوۃ ۔ اما بعد فانی رایتک ایہا الاخ المشفق و الصدیق المتعصب مونغ الصدر منقسم الفکر لما قرع سمعک من طعن طائفۃ من الحسدۃ علی بعض کتبا المصنفۃ فی اسرار معاملات† الدین وزعمہ ان فیہا ما یخالف مذہب الاصحاب المتقدمین والمتاخرین المتکلمین وان العدول عن مذہب الاشعری ولو قید شبر کفر۔ فہون ایہا المشفق علی نفسک

اس قول مین انرایبل صاحب نے اتنا تصرف کیا ہے کہ اشارۃ اپنے خلافیات کو بہی خلافیات امام غزالی مین داخل کیا ہے اور اپنے احباب کو اسی بے پرواہی کا حکم دیا ہے ۔ چنانچہ پرچہ محرم کے صہ ۱۰۴ مین فرمایا ہے بلاشبہہ ایسے شخص کے احباب کو ایسا ہی کرنا چاہئے ۔ ایسے شخص کی (ذات شریف کو مراد رکہتے ہین) مخلصین کو ضرور ہے کہ وہ معاندین کی باتون پر صبر کرین اور یقین کرین ۔ کہ الحق یعلو ولا یعلی اور اسیوقت کے آنے کے منتظر رہین ۔

راقم کہتا ہے یہہ تو آپنے بجا فرمایا مگر یہہ نہ سوچ لیا کہ ہمارے خلافیات کو امام غزالی کے خلافیات سے کیا نسبت ہے ۔ غزالی نے خلاف کیا ہے تو صرف اشعری یا باقلانی کا خلاف کیا ہے جو واقعی لائق پرواہ نہین ہمنے تو خدا و رسول کا خلاف کیا ہے ۔ اور توریت و انجیل و زبور و فرقان سبہ کو طاق مین رکہدیا ہے ۔ ہم اس خلاف پر کیونکر بے ڈر و بے پرواہ ہو سکتے ہین ؟ اور کسی طرح

† انرایبل صاحب بہادر نے نقل مطلب رسالہ مین معاملات کا ترجمہ علامات کیا ہے ۱۲

امام غزالی کے قرین بن سکتے ہین؟

اسکے بعد امام صاحب نے اسی دوست سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے اگر تو اپنے اور اپنے مثل لوگون کے دل سے یہہ کانٹا دریج کام نکالنا چاہے تو اپنے آپ سے اور اپنے مخاطب حاسد و طاعن سے کفر

فان اردت ان تنزع ہذہ الحیکہ عن صدرک وصدر من فی مثل حالک فخاطب نفسک وصاحبک وطالبہ بحد الکفر فان زعم ان حد الکفر ہو ما یخالف مذہب الاشعری او مذہب المعتزلی او الحنبلی او غیرہم فاعلم انہ غر بلیغ قد قیدہ التقلید فہو اعمے من العمیان فلا تضیع باصلاح الزمان ونا بیک حجۃ بافحامہ مقابلۃ دعوی بدعوی خصوصہ اذا لا یجد بین نفسہ وبین سایر المقلدین المخالفین لہ فرقا وفصلا ولعل صاحبک یمیل من بین سایر المذاہب الی الاشعری وزعم ان مخالفتہ فی کل ما ورد وصدر من الکفر الجلی فاسئلہ من این ثبت کون الحق وقفا علیہ حتی یکفر الباقلانی فی ان خالفہ فی صفۃ البقاء للہ تعالے وزعم انہ لیس وصفا زایدا علی الذات ولم صار الباقلانی اولی بالکفر بمخالفۃ الاشعری من الاشعری بمخالفۃ الباقلانی ولم صار الحق وقفا علی احدہما دون الثانی اذ لک

کی حقیقت دریافت کر۔ اگر وہ کہے کہ کفر وہی ہی جو مذہب اشعری یا مذہب معتزلی یا حنبلی کے مخالف ہے تو تو جان لے کہ وہ کور دن ہی دھو کہ مین پڑا ہوا اور نابینا ہی تقلید مین مبتلا ہوا۔ پس تو اسکی اصلاح وخطاب مین اپنے اوقات کو ضایع نکر تجھے اسکی ساکت کرنے کی لئے یہی دعوی اسکے مخالف کی طرف سے پیش کرنا کافی ہی۔ کیونکہ وہ اپنے مین اور اپنی مخالف مقلدون مین کوئی فرق نہین نکال سکتا پس شاید وہ سب مذاہب مین سے مذہب اشعری کیطرف مائل ہو اور یہہ خیال رکھتا ہو کہ اشعری کا خلاف اون تمام باتون مین جو اس سے سرزد ہوئی ہین کھلم کھلا کفر ہی۔ پس تو اس سے پوچھہ کہ اسکو یہہ کہان سے ثابت ہوگیا ہی کہ حق اشعری پر آٹھہرا ہے جسکے سبب وہ باقلانی کو کافر کہتا ہے کیونکہ وہ اشعری کا مسئلہ صفۃ بقاء مین مخالف ہی اور یہہ سمجھتا ہے کہ صفۃ بقاء خدا تعالے کی ذات سے علاوہ کوئی چیز نہین ہے۔ اشعری کی اس مخالفۃ کے سبب باقلانی کیون لایق تکفیر ہوا اور اشعری اپنے آپ مین باقلانی سے مخالف ہونے کے سبب کیون

+ فصلا کا ترجمہ آپنے فضیلت سے کیا ہے ۱۲

نسبق الزمان فقد سبق الاشعری غیرہ من المعتزلۃ فلیکن الحق للسابق علیہ ام لاجل التفاوت فی الفضل والعلم فنبغی میزان ومکیال قدر درجات الفضل حتی یلاح لہ ان لا افضل فی الوجود من تبوعہ ومقلدہ فان رخص للباقلانی فی المخالفۃ فلم حجر علی غیرہ وما الفرق بین الباقلانی والکرابیسی والقلانسی وجا یدرک التخصیص بہذا الرخصۃ

کافر نہوا۔ اُن مین ایک شخص پر حق کو کیون موقوف سمجھا گیا ہی اگر یہہ سبقت زمانہ اشعری کی نظر سے ہے تو اشعری سے پہلے معتزلہ گذر چکے ہین لیس چاہیے کہ یہہ تجویز حقانیت معتزلہ کے لئے ہو اور اگر یہہ علم و فضیلت مین تفاوت کے سبب سے ہی تو وہ میزان بیان کرنی چاہیے جس سے معلوم ہوا ہے کہ اسکے متبوع و امام سے کوئی افضل نہین ہے یہہ سنکر اگر وہ باقلانی کو مخالفۃ اشعری کی رخصت دی تو پھر اورون کو اس مخالفۃ سے کیون منع کرے۔ باقلانی و کرابیسی و قلانسی مین کیا فرق ہے اور اس رخصت خلاف کی اشعری سے خاص ہونے کی کیا وجہ ہے۔

اس قول مین انرایل صاحب بہادر نے یہہ تصرف کیا ہے کہ جو امام غزالی نے اسلامی مذاہب باہمی مختلف کے حق مین فرمایا ہے اور ایک کو دوسرے کی تکفیر سے باہمی خلاف کے سبب منع کیا ہے اور اپنے مذہب کو دوسرے مذاہب اسلامی پر ترجیح دینی اور بالتخصیص حق پر جاننے سے روکا ہے اسمین انرایل صاحب نے فرقہائے مخالفہ مذہب اسلام یہود و نصاری ہنود و مجوس کو بھی شامل کرلیا ہے اور اہل اسلام کو اُن فرقون کی تکفیر سے بھی منع کردیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین یہہ تقریر امام صاحب کی نہایت عمدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر انہون نے اسکو نہایت محدود خیال کیا ہے یہہ تو ایک بڑا مضمون ہے۔ صرف اشعری باقلانی اور معتزلے ہی پر محدود نہین ہے بلکہ ادیان مختلفہ سے بھی متعلق ہے۔ یہودی عیسائی اور مسلمان و مجوس و برہمی سب کی نسبت یہی بحث ہے ایک مسلمان کیون صرف اپنے مذہب کو حق اور اپنے ہی کو ناجی اور سب مذہب کو باطل اور انکی پیرون کو کافر بتاتا ہے اسکا سبب بجز اسکے اور کچھ نہین کہ وہ اپنے متبوع پر اور اسکی کلام پر پورا اعتقاد رکھتا ہے۔ مگر یہودی عیسائی مجوسی و برہمی بھی اسیطرح اپنے متبوع پر اعتقاد رکھتا ہے

جو دلیلین ایک مذہب والا اپنے متبوع کے قابل اتباع ہونے کے اپنے ہی گروہ کی سند پر پیش کرتا ہے
وہی دلیلین دوسرے مذہب والا اپنے ہی گروہ کی سند پر اپنے متبوع کے واجب الاتباع ہونیکی لاتا ہے
خواہ وہ دلیلین اس متبوع کی ذاتی عمدگی اور اعلی سے اعلی درجہ رکہنے سے متعلق ہون یا ذات باری سے
تعلق خاص ثابت کرنے سے علاقہ رکہتے ہون خواہ ظہور معجزات وخرق عادت اور اظہار عجائبات پر مبنی ہون
یہی سب سے بڑا مرحلہ ہے جو ہر ایک مذہب والی کو جو صرف اپنے ہی مذہب کے حق ہونیکا دعویدار ہی طی کرنا ہے
امام صاحب کو اس رسالہ مین صرف مذہب معین ہی کے فرق متعددہ سے بحث کرنی تہی اسلئے اونہون نے اس بحث کو
وسعت نہین دی۔ ہماری کوشش اسمین ہے کہ ادیان مختلفہ مین سے مذہب حق کی تمیز کرنیکا طریقہ ظاہر کرین۔ اور
اسپر جو کچہہ ہمنے لکہا اسکو لوگ نہین سمجہے اور سمجہے تو کفر وارتداد اور نیچریت بمعنے دیریتہ سمجہے۔

راقم کہتا ہی۔ امام غزالی نے فرقہ ہائے اسلام باہمی متخالفہ مین سے ایک کو دوسرے کی تکفیر سے روکنے
کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ جس امام یا مجتہد کی تقلید سے ایک فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اسکو واجب
الاتباع وخاصکر حقانی ہونے پر وہ کوئی دلیل نہین رکہتا۔ پہر کسیکو مجرد اس خیال سے کہ وہ میرے متبوع
وامام (باقلانی یا اشعری) کا خلاف کرتا ہے کیون کافر بتاتا ہے اور اپنے تئین صرف اسوجہ سے کہ وہ
باقلانی یا اشعری کا متبع ومقلد ہے کیون حقانی قرار دیتا ہے۔

آپ نے اس وجہ کو منکرین انبیاء کے حق مین جاری کیا ہے اور اسکی دست آویز سے انکی تکفیر سے مسلمانونکو
روکا ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ ایک مسلمان کیون صرف اپنے مذہب کو حق پر اور اپنے ہی کو ناجی اور
سب مذہب کو باطل اور انکے پیرون کو کافر بتاتا ہے

اس کلام سے آپنے صاف جتایا ہے کہ جیسے باقلانی یا اشعری کے واجب الاتباع اور حق پر ہونے پر کوئی دلیل
نہین ہی وبنا علیہ تکفیر مخالفین باقلانی واشعری ناجائز ہے ایسا ہی محمد رسول اللہ صلعم کی واجب الاتباع اور
حق پر ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے۔ لہذا مسلمانونکو جائز نہین ہے کہ کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی کو
صرف اس خیال سے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کا منکر ومخالف ہے کافر کہین۔ اور اپنے تئین اس نظر سے کہ وہ
محمد رسول اللہ صلعم کے متبع ومقلد ہین ناجی وحق پر قرار دین۔

مگر یہہ محض مغالطہ ہے جسکا صدور کسی مسلمان سے ممکن نہین ہے - یہہ اُسیکے مونہہ سے نکل سکتا ہے جو آنحضرت صلعم کو نبیٔ واجب الاتباع نہین جانتا - اور کفر و اسلام کو یکسان بنانا چاہتا ہے -

مسلمانون کی طرف سے اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمارا آنحضرت صلعم کو واجب الاتباع اور حقانی جاننا اور آپکے منکرین و مخالفین کو کافر بتانا ایسا بے دلیل نہین ہے جیسا اشاعرہ یا باقلانیہ کا اشعری و باقلانی کو واجب الاتباع کہنا - اور انکے مخالفین کو کافر بتانا بے دلیل ہے بلکہ آنحضرت صلعم کو واجب الاتباع کہنا اور انکے منکرین کو کافر بتانا اُن براہین† ساطعہ و دلائل قاطعہ کی وجہ سے ہی جنسے آنحضرت صلعم کا رسول واجب الاتباع معصوم عن الخطاء ہونا ثابت ہوتا ہی - آپ معذور ہین آنحضرت صلعم کو کسی دلیل سے واجب الاتباع نہین جانتے اسلئے منکرین رسالت محمدیہ کو اپنے مذہبی بھائی و ناجی و حقانی سمجھتے ہین - مگر مسلمان آپکے اس مغالطہ مین کب پھنستے ہین -

اور جو خاتمہ کلام مین آپنے فرمایا ہے کہ ہماری کوشش اس مین ہے کہ ادیان مختلفہ مین سے مذہب حق کے تمیز کرنیکا طریق ظاہر کرین اور اسپر جو کچھہ ہمنے لکھا ہے اسکو لوگ نہین سمجھے اور سمجھے تو کفر و ارتداد و نیچریت بمعنے دہریتہ سمجھے - یہہ آپ نے اس مغالطہ کو برقعہ پہنایا ہے - اور اسمین یہہ جتایا ہے کہ کلام سابق مین ہمنے مسلمانونکو تکفیر مخالفین مذہب اسلام سے منع نہین کیا - بلکہ انکی تکفیر اور اپنے مذہب حق کی تمیز کا طریقہ بتایا ہے - مگر یہہ مغالطہ پر مغالطہ ہے - آپ نے مذہب اسلام کے اور مذاہب سے تمیز اور منکرین نبیٔ اسلام کی تکفیر کا کوئی طریق نہین بتایا - بلکہ کفر و اسلام کو یکسان کردیا ہے اور منکرین رسل و کتب احکام کو بلاشبہہ مسلمان و ناجی قرار دیا ہے -

اسپر یہہ دعوی کہ ہم مذاہب مختلفہ سے مذہب حق کی تمیز کا طریق بیان کرتے ہین کب زیبا ہے اگر آپ کوئی ایسا طریق بیان فرماتے جس سے اسلام کو کفر سے تمیز ہوتی اور منکرین و مخالفین

---

† ان دلائل و براہین کی تفصیل کا محل ہمارا مبحث اثبات نبوت ہے - جسکا انمام پورا اختتام اس مبحث کے انشاء اللہ تعالے ہوگا - اس مقام اسکی تفصیل محض اجنبی ہے - ۱۲ حاشیہ -

†† دیکھو مضمون مذہب انسانکا امر طبعی ہی جسکی نقل و ابطال شاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۴ وغیرہ مین گذرا ہی ۱۲ حاشیہ -

انبیاء وکتب واحکام کی تجویز تکفیر پائی جاتی تو یہہ دعوی آپ کو زیب دیتا۔ کفر و اسلام کو یکسان و یک جائے کرکے تو یہہ دعوی کسی صورت سے مناسب نہین ہے اور یہہ اختلاف وخلاف بیانی رفتار مرد مہذبین کے شان کے لائق نہین ہے۔

نصیحۃ عرض کرتا ہون کہ جب آپ کوئی ایسی بات فرمانے لگین تو اس سے پہلے ایکدفعہ تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف سامی کو دیکھہ لیا کرین بلا مراجعت کلام سابق کوئی بات زبان یا قلم سے نہ نکالا کرین۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے شاید تیری یہہ خواہش ہو کہ تو کفر کی تعریف پہنچانے اون تعریفات

فصل لعلک تشتہی ان تعرف حد الکفر بعد ان تناقض عندک حدود اضاف المقلدین فاعلم ان شرح ذلک طویل ومدارکہ غامضۃ ولکنی اعطیک علامۃ مطردۃ منعکسۃ تتخذ مطمح نظرک وترعوی بسببہا عن تکفیر القرق وتطویل اللسان فی اہل الاسلام وان اختلفت طرقہم نادا مویقولون لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صادقین غیر متناقضین لہا فا قول الکفر ہو تکذیب الرسول صلعم فی شئ مما جاء بہ والایمان تصدیقہ فی جمیع ما جاء بہ فالیہودی والنصرانی کافران لتکذیبہما الرسول والبہری کافر بطریق الاولی لانہ انکر مع رسولنا سائر الرسل والدہری کافر بطریق الاولی لانہ انکر الرسل مع المرسل ونبدا لان الکفر حکم شرعی کالرق والحریۃ مثلاً اذ معناہ اباحۃ الدم

متناقضہ کے سوا ہے جو تجھے مقلدین سے پہنچی ہین پس تو جان لے کہ اسکی شرح طویل ہے اور اسکے جاننے کے موقع پوشیدہ ہین لیکن مین تجھے ایک صحیح علامت کفر جو افراد غیر کفر کو مانع اور افراد کفر کو جامع ہو بتاتا ہون کہ تو اسکو پیش چشم رکھے اور اسکے سبب اہل اسلام کو (گو وہ مختلف مذہب رکھتے ہون) کافر کہنے اور انکی نسبت زبان درازی کرنے سے رکا رہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچے دل سے کہتے رہین۔ اور کوئی قول یا فعل اسکے برخلاف نکہین اور نکرین۔ پس مین کہتا ہون کہ کفر کی تعریف یہہ ہے کہ رسول کی کسی بات مین جو وہ لیکر آئے تکذیب کرین۔ اور ایمان یہ ہے کہ رسول کی سبھی باتون مین تصدیق کرین بنا بر علیہ یہودی ونصرانی دونون فریق

والحکم بالخلود فی النار ومدرکہ شرعی فیدرک اما بنص او بقیاس وقد وردت النصوص فی الیہود والنصاری والتحق بہم بطریق الاولی البراہمۃ والثنویہ والزنادقۃ والدہریۃ وکلہم مشترکون فی انہم مکذبون للرسول فکل کافر فہو مکذب وکل مکذب فہو کافر فہذہ ہی العلامۃ المطردۃ المنعکسۃ۔

ہین کیونکہ وہ ہمارے رسول کو نہین مانتے۔ اور برہمی انسے بڑہکر کافر ہین کیونکہ وہ کسی رسول کو نہین مانتے۔ اور دہریہ انسے بہی بڑہکر کافر ہین کیونکہ وہ انکار رسولون کے ساتہہ وجود خدا سے بہی انکار رکہتے ہین ان سب کو ہمنے اسلئے کافر کہا ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے جسکا مطلب حکم خلود فی النار (یعنے ہمیشہ کے لئے آگ مین رہنا) ہے اور وہ شرع ہی سے معلوم ہو سکتا ہے نص سے یا قیاس سے۔ (یہان قیاس سے مراد امام غزالی کی قیاس بالاولی ہے جسکو دلالۃ النص کہا جاتا ہے اور اسکی حجت ہونے مین منکرین قیاس علۃ کو بہی کلام نہین ہے) سو یہود و نصاری کے کافر ہونے مین تو نصوص وارد ہین اور براہمہ و ثنویہ و زنادقہ و دہریہ بحکم قیاس بالاولی انکے ساتہہ ملحق ہین اور یہہ سب تکذیب رسول مقبول مین شریک ہین پس جو کافر ہے وہ رسول کا مکذب ہی اور جو مکذب رسول ہی سو کافر ہی یہی ایک علامت ہے جو تعریف کفر مین مانع اور جامع ہے۔

یہہ قول امام غزالی۔ کا ہادم اساس مذہب جناب مخاطب تہا اور بنظر اس تکذیب رسول کے جو شب و روز ہر تحریر و تقریر مین آپ سے سرزد ہو رہی ہے صاف طور پر آپ کے تکفیر کرتا تہا اسلئے آپنے اسکو صاف رد کر دیا ہے چنانچہ **فرمایا** ہے اس مقام پر امام صاحب نے بات کو خلط ملط کر دیا ہے یہہ ٹہیک ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے اور منکر یا مکذب رسول کا کافر ہے۔ مگر شرعی کافر۔ پس ایک موحد جو پورا پورا ٹہیک طور پر کامل موحد ہے مگر وہ نفس رسالت ہی کا منکر ہے اور اسلئے کسی رسول کو نہین مانتا اسکا کفر بہی کفر شرعی ہے مگر اسپر خلود فی النار کا حکم دینا جیسا کہ اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہے صحیح نہین۔ موحد

† یہہ بات آپکو اب سوجہی ہی جب اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۲ مین آپ پر سخت لی دی ہوئی۔ پرچہ ذیقعدہ سنہ ۹۶ تہذیب الاخلاق مین تو آپنے صاف فرمایا تہا کہ جو کسی نبی کو نمانے وہ کافر نہین ہے۔

کے کفر پر کوئی نص وارد نہین ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے نص آئی ہے قیاس جو نص پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس ہی موجود نہین ہے۔ انبیاء صرف† خدا کی وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اس کی عبادت کی ہدائیت کرنیکو مبعوث ہوئی ہین اور موحد اسپر کامل یقین رکھتا ہے پھر اسکے کفر مطلق پر قیاس ہی موجود نہین ہے۔ کفر شرعی اور کفر مطلق دو علیحدہ علیحدہ چیزین ہین جنمین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ اور خلود فی النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے۔ اور وہ کفر صرف شرک حقیقی سے خواہ ذات مین ہو خواہ صفات مین خواہ عبادت مین متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے لانہ یغفر مادون ذلک"۔

راقم کہتا ہے۔ اس کلام مخاطب والا مقام مین جو تناقض و تہافت ہے وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲۱ مین بصفحہ ۱۴۱ بیان ہو چکا ہے یہان صرف اسبات اثبات مطلوب ہے کہ رسول کا مکذب مخلد فی النار ہے۔ سو بہت سے آیات واحادیث مین پایا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ منکر و مکذب نبیؐ کا کافر ہونا تو اس مقام پر آپ بھی مان چکے ہین گو بر چہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین اس سے انکاری تھے۔ اور جو کوئی اب بھی اسکو نمانے وہ اسکا ثبوت اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مین دیکھ لے پس جسقدر آیات عموماً کفار کے لئے خلود فی النار کے مثبت ہین وہ سب کے سب منکرین و مکذبین رسول کے لئے خلود

† نقط صرف اگر لفظ خدا کی قید ہی اور یہہ مطلب ہے کہ نبی خدا ہی کی وحدانیت پر یقین دلانے کو آئے ہین نہ کسی دوسرے کی وحدانیت پر تو اس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ سوائے یقین دلانے وحدانیت خدا کے دوسرے مطلب کو نہین آئے تاکہ اسکا انکار کفر نہو اور اگر یہہ قید فقط یقین دلانے اور ہدائیت کرنے کی ہے اور یہہ مطلب ہے کہ انبیاء صرف خدا کا یقین دلانے اور توحید کی ہدائیت کرنیکو آئی ہین سوائے اس یقین وحدانیت و توحید کے دوسری بات بتانے کو نہین آئے تو یہہ دعوی محض مغالطہ ہے۔ انبیاء جیسے خدا کی وحدانیت پر یقین دلانے و توحید سکھانے کو آئے ہین ویسے ہی خدا کے اوامر احکام واخبار پہنچانیکو آئی ہین پس جسنے انبیاء کی ایک بات کو نمانا اس نے مقصود الٰہی کا خلاف کیا۔ و بلاشبہ کافر ہوا ۱۲ حاشیہ

†† یہہ محض مغالطہ ہی کفر مطلق و کفر شرعی مین عموم وخصوص مطلق ہی چنانچہ اسکا بیان نمبر ۲ جلد ۳ مین بھی ہو چکا ہی ۱۲

کے اثبات مین ظاہر الدلالۃ ہین جیسے آیۂ سورہ مائدہ جسمین یہہ ارشاد ہے - جنہون نے کفر کیا اگر انکو جو کچھہ کہ زمین مین ہی اور ویسا ہی ساتھہ اسکے ملجاوے تاکہ وہ اسکو عذاب روز قیامت کے بدلے دین تو انسے قبول نکیا جاویگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہوگا وہ دوزخ سے نکلنا چاہینگے مگر نکلنا نہ پاوینگے اور انکو دائمی عذاب رہیگا -

ان الذین کفروا لوان لہم ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیمۃ ما تقبل منہم ولہم عذاب الیم - یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا ولہم عذاب مقیم - (مائدہ ۴)

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہین جنمین خاصکر خدا کے منکر یا کسی مشرک کے خلود کا ذکر نہین بلکہ عموماً سبہی کفار کے لئے خلود کا اثبات ہی - مگر شاید آپ اون آیات کی ظاہر و عموم کو بے اعتبار ٹہراوین اور بلاوجہ اسکو کفار مشرکین سے مخصوص کرین اسلئے اس مقام مین ایسی آیات کو ذکر کیا جاتا ہی جنمین خاصکر اون کافرونکی لئے خلود نار کا اثبات ہی جنہون نے رسول کو نہ مانا اور جو آیات رسول پر نازل ہوئین انکو جہوٹا جانا - سورہ اعراف مین بانکار آیات رسول کی تکذیب کرنیوالون کے لئے خلود تجویز کیا ہی اور انکو دخول جنت سے مایوس کر دیا ہی چنانچہ فرمایا ہی جو لوگ ہماری آیتونکو جہٹلاتے ہین اور انکی اتباع سے تکبر کرتے ہین انکے لئے آسمان کے دروازی کہولے نجاوینگے اور وہ بہشت مین داخل نہونگے جبتک کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ نہ گہس جاوے - مجرمونکو ہم ایسی سزا دیتے ہین انکے لئے دوزخ سے بچہونا ہے اور اسیکا اوڑہنا - ظالمونکو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہین اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اچہے کام کئے (ہم کسیکو اوسکی طاقت سے خارج کام نہین بتاتے) وہی بہشت والے ہین وہی اسمین رہینگے -

ان الذین کفروا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وکذلک نجزی المجرمین لہم من جہنم مہاد ومن فوقہم غواش وکذلک نجزی الظالمین والذین آمنوا وعملوا الصالحات لا نکلف نفسا الا وسعہا اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون - اعراف ۶

اور سورہ رعد مین بانکار حشر جسمانی رسولؐ کی تکذیب کرنیوالے کو خلود نار کا ڈر سنایا ہی اور صاف فرمادیا کہ اگر تو انکی جہٹلائی سے تعجب کرے تو انکا یہہ کہنا

وان تعجب فعجب قولہم اذا کنا ترابا ءانا لفی خلق جدید

اولئک الذین کفروا بربہم واولئک الاغلال فی اعناقہم واولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون - (رعد ع ۱)
(وان تعجب یا محمد من تکذیب الکفار لک ۱۲ جلالین)

کہ جب ہم مٹی ہو جاوینگے تو کیا نئی سرے سے پیدا ہونگے تعجب کے لائق ہے - یہہ لوگ (تجھے اس بات مین جھٹلانے کے سبب) خدا سے منکر ہوئے انکی گردنونمین طوق ہین اور یہہ آگ والے ہین اسمین ہمیشہ رہینگے -

اور سورہ احزاب مین رسول کی اطاعت نکرنیوالونکو کفر و لعنت کا خلعت دیا اور خلود نار کا مژدہ سنایا اور انرایبل صاحب کے خیال کو پورے اور صاف طور پر باطل کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے خدا نے

ان اللہ لعن الکافرین واعد لہم سعیرا خالدین فیہا ابدا لا یجدون فیہا ولیا ولا نصیرا یوم تقلب وجوہہم فی النار یقولون یا لیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا آتہم ضعفین من العذاب والعنہم لعنا کبیرا - احزاب ع ۸

کافرونکو پھٹکارا ہے اور انکے لئے آگ کو تیار کر رکھا ہے ہمیشہ اسمین رہینگے اور اسمین کوئی کارساز و مددگار نپاوینگے جسدن آگ مین انکی منہہ پلٹائی جاوینگے اور وہ کہینگے کاش اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے اور کہینگے ہی ہمارے رب ہمنے اپنے سردارون اور بڑونکی اطاعت کی اونہون نے ہمکو رستہ بہلا دیا ای ہمارے پروردگار انکو (ہمسے) دوگنا عذاب دے

اور بڑی لعنت بھیج

اور سورہ جاثیہ مین خبر قیامت مین رسول کو جھٹلانیوالے اور آیات کو ہنسی مین اوڑانیوالیکو ہمیشہ آگ مین رہنے کا ڈر سنا دیا اور صاف طور پر فرما دیا ہے جو لوگ کافر ہین انکو (قیامت کے دن) کہا جاویگا کیا تم پر میری آیتین

واما الذین کفروا افلم تکن آیاتی تتلی علیکم فاستکبرتم وکنتم قوما مجرمین واذا قیل ان وعد اللہ حق والساعۃ لا ریب فیہا قلتم ما ندری ما الساعۃ ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین وبدا لہم سیئات ما عملوا وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون وقیل الیوم ننساکم کما نسیتم لقاء یومکم ہذا وماوکم النار وما لکم من ناصرین ذلکم بانکم

پڑہی نہ جاتی تہین اور تم تکبر کرتے اور مجرم رہے - اور جب کہا جاتا خدا کا وعدہ حق ہے اور قیامت مین شک نہین تم کہتے ہم نہین جانتے قیامت کیا چیز ہے ہم تو اٹکل کرتے ہین ہمکو یقین نہین ہے - انکو انکے برے کام ظاہر ہو گئے - اور جس عذاب سے ہنسی کرتے وہ نازل ہو گیا انکو کہا جائیگا تمہین آج ہم بہول جاوینگے یعنے تمہارے خبر نہ لینگے جیسے تم اسدن کا ملنا

اتخذتم آیات اللہ ہزوا وغرتکم الحیوۃ الدنیا فالیوم لا یخرجون منہا ولا ہم یستعتبون

بہول گئے - اور تمہارا ٹہکانا آگ ہی تمہارا کوئی مددگار نہین ہے - یہہ اسلئے ہوا ہے کہ تمنے خدا کی آیتون سے ہنسی کی - اور تمکو دنیا نے دہوکہ مین ڈالدیا - اسدن تم اس سے نہ نکلوگے اور نہ دنیا کی طرف پہرائے جاؤگے -

اسی قسم کی آیات قرآن مین بہت ہین اور جو اسباب مین احادیث وارد ہین وہ بیشمار ہین ازانجملہ ایک دو حدیثین نقل کیجاتی ہین - صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۰۸ حدیث ہے کہ جن لوگونکو (یہود ہون خواہ نصاری مشرک ہون یا موحد) مینے دعوت اسلام کی ہی وہ سب بہشت مین جاوینگے بجز اس شخص کے جو انکاری ہو کسینے پوچہا انکاری کون ہوا اپنے فرمایا جسنے میری اطاعت کی وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جسنے نافرمانی کی وہ انکاری ٹہرا - اسبات کو اپنی دوسری حدیث مین ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ کوئی یہودی یا نصرانی ایسا نہین کہ میرا ذکر یا دعوت اسلام سنے پہر جو مین لیکر آیا ہون اسپر ایمان نہ لائے اور مرجائے بجز اسکے کہ وہ جہنمی ہو -

عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی - رواہ البخاری

وعن ابی ہریرۃ رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی احد من ہذہ الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم صـ ۸۶ -

یہہ آیات واحادیث منکر ومکذب رسول کے مخلد فی النار ہونے مین نصوص صریحہ ہین جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلود فی النار صرف شرک (جسکو جناب مخاطب نے کفر مطلق سے تعبیر کیا ہے) کا نتیجہ نہین ہے بلکہ انکار رسول وآیات کی بہی یہی سزا ہے اور اسکے خلاف مین جو کچہہ مخاطب نے کہا ہی وہ سراسر مغالطہ ہے - اور جو خاتمہ کلام مین آپ نے ارشاد کیا ہے کہ منکر ومکذب رسول کا کفر وعدہ مغفرت مین داخل ہے اور آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک کا مصداق ہے یہہ مغالطہ پر مغالطہ ہے + - ومع ذلک اسکے کچہہ معنے بن نہین سکتے اگر مغفرت سے یہہ مراد ہے کہ منکر رسول کفر کی سزا بہگت کر نجات کا مستحق ہے تو یہہ معنے مغفرت کے نہین ہین مغفرت بدون

+ اسکا بیان نمبر ۱۱ جلد ۲ مین بہی ہو چکا ہی

مواخذہ معافی کا نام ہے اسی نظر سے آپنے بروز ذیقعدہ ۹۶ھ مین اس مغفرت کے مستحقین (منکرین ومکذبین) کو بشارت لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مورد ٹھہرایا ہوا ہے اور اگر مغفرت سے بلا مس عذاب دخول جنت مراد ہے تو پھر کفر مطلق وکفر شرعی کا تفرقہ حکم خلود مین عبث ہے اور مغالطہ ہے۔ جب منکر ومکذب رسول کے لئے بلا مس عذاب دخول جنت کے تجویز کیا ہے تو عذاب بلا خلود کس شخص کے لئے ہے۔

بالجملہ جو کچھہ اسباب مین آپنے کہا ہے غلط ومغالطہ ہے اور امام غزالی کا یہہ کہنا کہ رسول کا مکذب کافر خالد مخلد فی النار ہے نہایت درست وصحیح ہے اور یہی تکذیب کفر کی صحیح علامت ہے جو افراد غیر کو مانع اور کفر افراد کو جامع ہے۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ جو ہمنے تعریف وحد کفر مین بیان کیا ہے باوجود اسکے ظاہر

واعلم ان ہذا الذی ذکرناہ مع ظہورہ تحمۃ غلو بل تحمۃ کل الغلو لان کل فرقۃ تکفر مخالفتہا فتنسبہا الی تکذیب الرسول فالحنبلی یکفر الاشعری زاعماً انہ کذب الرسول فی عدم اثبات الفوق للہ تعالی وفی الاستواء علی العرش والاشعری یکفرہ زاعماً انہ شبہہ وکذب الرسول فی انہ لیس کمثلہ شئ وہو السمیع العلیم۔ والاشعری یکفر المعتزلی زاعماً انہ کذب الرسول فی عدم جواز رویۃ اللہ تعالی وفی عدم اثبات صفۃ العلم والقدرۃ وغیرہما من الصفات والمعتزلی

ہونیکی اسمین زیادتی کی گنجائش ہے اسلئے کہ اسمین بہانکی دست آویز سے ہر ایک فرقہ اپنے مخالف کو رسول کا مکذب کہہ سکتا ہے۔ مثلاً حنبلی اشعری کو کافر کہہ سکتا ہے یہہ سمجھکر کہ وہ خدا کے لئے جہہ فوق اور استواء علی العرش ثابت نکرنے مین رسول کا مکذب ہے اور اشعری حنبلی کو کافر کہہ سکتا ہے یہہ سمجھکر کہ اسنے خدا کو مخلوق کی مثل کہا اور رسول کو اسبات مین کہ (خدا کی مثل کوئی چیز نہین) جھوٹا سمجھا۔ اور اشعری معتزلی کو کافر کہتا ہے یہہ جانکر کہ وہ خدا کے دیدار تجویز نکرنے سے رسول کی تکذیب کرتا ہے اسیطرح خدا کی صفۃ علم قدرت وغیرہ صفات کی ثابت

† اسباب کو اشاعرہ کیطرف سے امام صاحب نے بطور الزام نقل کیا ہے اور حنابلہ درحقیقت خدا کی فوقیت واستواء علی العرش ثابت کرنے مین تشبیہ ومماثلہ مخلوق کے معتقد مرتکب نہین ہین چنانچہ انکے اعتقاد کا بیان بذیل مثال دوم وجود عقلی کے آویگا۔

یکفر الاشعری زاعماً ان اثبات الصفات تکثیر للقدماء وتکذیب الرسول فی التوحید فلا یخیک من ہذہ الورطۃ الا ان تعرف حدا لتکذیب والتصدیق وحقیقتہما حتی ینکشف لک غلو ہذہ الفرق واسرافہا فی تکفیر بعضہا بعضاً × × × × ×

ثابت نکرنے سے اور معتزلی اشعری کو کافر کہتا ہے یہہ خیال کرکے کہ خدا کے لئے صفات کا ثابت کرنا کئی خداؤن کا تجویز کرنا ہے۔ اور یہہ رسولؐ خدا کی توحید مین تکذیب ہے۔ پس اس گرداب سے تجھے بجز اسکے نجات نہوگی کہ تو تصدیق وتکذیب کی حقیقت پہچانے تاکہ تجھ پر ہر ایک فرقہ کا ایک دوسرے کی تکفیر مین زیادتی معلوم ہوجاوے

اس قول کو جناب مخاطب نے اپنے موافق سمجھکر بڑی خوشی سے قبول کیا ہے اور اسکی مدح مین فرمایا ہے کہ جو کچھہ امام صاحب نے لکھا ہے درحقیقت الہام ربانی معلوم ہوتا ہے اور تحقیق کا ایک دریائے عمیق و شفاف دکھائی دیتا ہے۔ اور اپنے خیال مین اس سے یہہ نتیجہ قائم کیا ہے کہ اسی قول کے رو سے نیچریہ کی تکفیر بھی زیادتی مین داخل ہے۔ مگر حیرت ہے آپنے یہہ نہ سوچا کہ جن باتون مین حنابلہ واشاعرہ و معتزلہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین۔ اور امام غزالی اسکو زیادتی فرماتے ہین وہ اس قسم کی باتین ہین جنمین امام غزالی کے نزدیک تاویل کا مساغ ہے۔ اور انکی تاویل یا انکار مین ضروریات دین کا انکار نہین پایا جاتا۔ بخلاف اون باتون کے جنمین آپکی اور آپکے فلاسفہ اسلاف کے لوگ تکفیر کرتے ہین کہ وہ محل تاویل واجتہاد نہین ہین اور انمین تاویل وتحریف کرنے سے ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہے لہذا یہہ اس قسم کی باتین نہین ہین جنمین ایک کو دوسرے کی تکفیر زیادتی مین داخل ہے۔ اور امام غزالی کو اس سے روکنا مقصود ہے۔

اسکے بعد امام صاحب نے حقیقت تصدیق کو بیان کیا اور فرمایا کہ تصدیق خبر کی طرف راجع ہوتی ہے اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ جن چیزکی رسولؐ نے خبر دی ہے اسکا وجود مان لیا جاوے مگر وجود کی کئی مراتب ہین انمین سے بے خبر ہونے کے سبب ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو رسول کا مکذب ٹھہراتا ہے۔ وہ مراتب

فالقول التصدیق انما یتطرق الی الخبر وحقیقتہ الاعتراف بوجود ما اخبر الرسول صلعم عن وجودہ الا ان للوجود خمس مراتب لاجل الغفلۃ عنہا نسبت کل فرقۃ صاحبتہا الی التکذیب فان الوجود

(۱) ذاتی و (۲) حسی و (۳) خیالی و (۴) عقلی و (۵) شبہی۔

فمن اعترف بوجود ما اخبر الرسول عن وجودہ من ہذہ الوجوہ الخمسۃ فلیس ہو بمکذب علی الاطلاق۔

ولنذکر مثالہا فی التاویلات اما الوجود الحسی فہو الوجود الحقیقی الثابت خارج الحس والعقل ولکن یاخذ الحس والعقل منہ صورۃ فیسمی اخذہ ادراکا وہذا کوجود السماء والارض والحیوان والنبات وہو ظاہر بل ہو المعروف الذی لا یعرف الاکثرون للوجود معنی سواہ واما الوجود الحسی فہو ما تمثل فی القوۃ الباصرۃ من العین مما لا وجود لہا فی الخارج من العین فیکون موجودا فی الحس ویختص بالحاسۃ ولا یشترک غیر ذلک کما یشاہد النائم بل کما یشاہدہ المریض المستیقظ اذ قد تمثل لہ صور لا وجود لہا خارج حسہ حتی یشاہدہ کما یشاہدہ سائر الموجودات الخارجیۃ بل قد یتمثل للانبیاء والاولیاء فی الیقظۃ والصحۃ صور جمیلۃ محاکیۃ لجواہر الملائکۃ۔

پانچ ہین وجود (۱) ذاتی (۲) حسی (۳) خیالی (۴) عقلی اور (۵) شبہی۔

پس جس شخص نے وجود ان اشیاء کا جنکے وجود سے آنحضرت صلعم نے خبر دی ہے ان مراتب خمسہ سے کسی مرتبہ مان لیا وہ آنحضرت کا مکذب نہوا۔

اسکی تفصیل مع تمثیل بیان کیجاتی ہے۔ **وجود ذاتی** اشیاء کا وہ وجود حقیقی ہے جو عقل اور رویت سے خارج پایا جاتا ہے۔ عقل اور حس اسی وجود سے صورۃ علمیہ حاصل کرتی ہے جسکو ادراک کہتے ہین اسکی مثال وجود آسمان وزمین وحیوان ودرخت اور یہہ ایسا ظاہر اور معروف ہے کہ اسکے سوائے وجود کے معنے اکثر لوگ نہین جانتے۔

وجود حسی وہ ہے جو صرف آنکھہ سے دکھائی دیتا ہے آنکھہ سے خارج اسکا وجود نہین ہوتا۔ اسکو صرف آنکھہ ہی ادراک کر سکتی ہے جیسے سونے والا بعض صورتین دیکھتا ہے بلکہ جاگتا مریض بھی ایسی صورتین دیکھتا ہے جسکا خارج از حس وجود نہین ہوتا بلکہ انبیاء واولیاء بھی حالت بیداری وصحت مین ایسی عمدہ صورتین دیکھتے ہین جو ملائکہ کی اصل صورتونکا نقشہ دکھاتے ہین۔

ملائکہ کی حسی صورتونکی تمام تر امثالی کئی تمثیلین ذکر کی ہین ہمنے انکو زاید سمجھکر نقل نہین کیا۔ اس بیان سے آپکی غرض جسپر آپکی تمام تقریر ہے یہہ ہے کہ جیسے انبیاء ملائکہ کی اصل وذاتی صورتین مشاہدہ کرتی ہین ویسے کبھی کبھی حسی صورتین بھی دیکھتے ہین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اس سے یہہ غرض نہین ہے کہ جو صورتین ملائکہ کی انبیاء کو نظر آتی ہین وہ صرف حسی ہوتی ہین خارج از حس ملائکہ کا وجود نہین ہے جیسا کہ جناب مخاطب کا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد کی تائید کے خیال سے انہنے ان تمثیلات کو بہ تفصیل نقل کیا ہے۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے **وجود خیالی** وہ ہی جو محسوس صورتون کی نظر سے غایب ہو جانے کے بعد خیال مین رہتا ہے تو اسپر قادر ہی کہ ہاتھی اور گھوڑے کی صورت اپنے خیال مین بنالے اگرچہ آنکھونکو

اما الوجود الخیالی فہو وجود صورۃ ہذہ المحسوسات اذا غابت عن حسک فانک تقدر علی ان تخترع فی خیالک صورہ فیل و فرس وان کنت مغمضا عینک حتی کانک تشاہد وہو موجود بکمال صورتہ فی دماغک لا فی خارج۔	بند کر لے وہ ہاتھی اور گھوڑا پوری صورت سے تیرے دماغ مین موجود ہوتا ہے اور خارج مین تیرے سامنے کچھہ بھی نہین ہوتا۔

وجود عقلی کسی چیز کی روح و حقیقت کا نام ہے عقل صرف اس چیز کے معنے اخذ کرتی ہے اسکو لیکر

واما الوجود العقلی فہو ان یکون للشی روح وحقیقۃ ومعنی۔ فیتلقی العقل مجرد معناہ دون ان یثبت صورتہ فی خیال او حس او خارج کالید مثلا فان لہ صورۃ محسوسۃ ومتخیلۃ وہ معنی وہو حقیقۃ وہی القدرۃ علی البطش والقدرۃ علی البطش ہو الید العقلی وللقلم صورۃ وحقیقۃ ولاکن حقیقتہ ما یتنقش بہ العلوم وہذا یتلقاہ العقل من غیر ان یکون مقررا بصورۃ خشب وقصب من الصور الخیالیۃ والحسیۃ۔	کوئی صورت خیال یا حس یا خارج مین ثابت نہین کرتے جیسے ہاتھہ ہے کہ اسکی صورت حسی وخیالی بھی ہے اور اسکے ایک معنے بھی ہین جو اسکی حقیقت (عقلی) ہے۔ وہ پکڑنے کی قوت ہے اور پکڑنے کی قوت عقلی ہاتھہ ہے (ایسا ہے) قلم کی صورت وحقیقت یہہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے علوم نقش کیے جاوین۔

اسکو عقل سوے اس امر کے کہ کوئی لکڑی یا نیزہ کی صورت خیالی یا حسی اسکی نبالی سمجھہ سکتی ہے۔

واما الوجود الشبہی فہو ان لا یکون نفس الشی موجودا لا بصورتہ ولا بحقیقتہ۔	وجود شبہی یہہ ہے کہ خود تو چیز موجود نہو نہ بصورت نہ بحقیقت

لا فی الخارج ولا فی الحس ولا فی خیال ولا فی عقل ولکن یکون الموجود شیئاً اخر تشبہہ فی خاصۃ من خواصہ وصفۃ من صفاتہ وستفہم ہذا اذا ذکرت مثالہ فی التاویلات فہذہ مراتب وجود الاشیاء۔ اسمع الآن امثلۃ ہذہ الدرجات فی التاویلات اما الوجود الذاتی فلا یحتاج الی المثال وہو الذی یجری علی الظاہر ولا یؤول وہو الموجود المطلق الحقیقی وذلک کاخبار الرسول صلعم عن العرش والکرسی والسموات السبع انہ یجری علی ظاہرہ اذ ہذہ اجسام موجودۃ فی انفسہا ادرکت بالحس والخیال اولم تدرک۔

نہ خارج مین نہ حس مین نہ خیال مین نہ عقل مین ولیکن کوئی دوسری چیز کسی خاصہ یا صفت مین اسکی مشابہ موجود ہو۔ اسکو تو مثال سے سمجھیگا جب ہم تاویلون کی مثالین ذکر کرینگے یہہ وجود اشیاء کی مرتبہ ہین آپ انکی مثالین سُن لو۔ وجود ذاتی تو محتاج مثال نہین ہے وجود ذاتی وہی ظاہری وجود ہی جسمین تاویل نہین ہوتی اور یہی حقیقۃً موجود مطلق ہے اس کی مثالین یہہ ہین جو آنحضرت صلعم نے عرش و کرسی و سات آسمان کی خبر دی ہے ان چیزون کو ظاہری معنی وجود مراد ہین کیونکہ یہہ چیزین بذات خود بوجود حسی موجود ہین حس و خیال سے کوئی انکو جانے خواہ نجانے۔

اس تمثیل امام صاحب پر مخاطب نے یہہ اعتراض کیا ہی کہ یہہ اخیر فقرہ امام صاحب اور جو تمثیل کہ امام صاحب نے اس مقام پر دی ہے یہہ وہی تعلیمی و تربیتی بندش ہے جو ٹوٹ نہین سکی۔ تعلیم نے جو ابتدا سے انکے دل پر آسمان کے جسم کا ایسا ہی یقین بٹھلا دیا تہا۔ جیسکہ زمین کا اسلئے اونہون نے یہہ مثالین دیدین آسمان و زمین مین کچھہ امتیاز نہین کیا۔ یونانیون کی ہیئت نے انکے سات حد ہونے کا اور آٹھوین فلک ثوابت اور نوین فلک طلس کا ایسا یقین دلا رکھا تہا کہ انکی تعداد کا بہی ایسا ہی یقین تہا جیسا کہ زمین کا اور جو کہ یہہ غلط یقین کی ہوئی چیزین نہ انکو دکہائی دیتے تہین نہ محسوس ہوتی تہین اسلئے کہدیا "ادرکت بالحس والخیال اولم تدرک"۔ اور یہہ نہ سمجہی کہ جو چیز نہ ظاہراً دکہائی دیتی ہو نہ حس و خیال سے معلوم ہو سکتی ہو تو اسکا وجود ذاتی مع التشخص کیونکر مانا جا سکتا ہے اور وہ شے کیونکر وجود ذاتی کی ان معنون مین جو اونہون نے بیان کیا ہے مثال ہو سکتی ہے۔ وجود ذاتی کی نسبت زمین کی مثال بالکل صحیح ہے۔ سموت کے لفظ سے اگر یہی نیلا نیلا گنبد جو ہمکو دکہائی دیتا ہے مراد ہو گو اسکی ماہیت کچھہ ہی ہو تو یہی وجود ذاتی کی مثال دینے

ہین چندان مقام تامل نہین ہے۔ لیکن اگر اس سے آگے بڑہو اور آسمان کا جسم یا جرم ایسا مانو جیسا کہ حکماء یونان نے مانا ہے اور علماء اسلام نے بھی اسکو تسلیم کر کر غلطی سے وہی مطلب قرآن کا بھی قرار دیا ہے تو اسمین کلام ہی اور پھر کسیطرح سموات وجود ذاتی کی مثال نہین ہو سکتی۔ اور انکی ساتھہ عدد کی بھی وجود ذاتی کی مثال مین داخل کرنا تعجب پر تعجب ہوتا ہے۔ عرش و کرسی کی تعریف یا انکے جسم کی حالت یا انکے ماہیت خدا نہین بتائی اور کوئی وجہ نہین کہ اُنکے وجود کو وجود عقلی سے خارج کر کر کے وجود ذاتی کی مثال مین داخل کیا جاوے۔ پس یہہ وہی گندا پانی ہے جو اس شفاف دریا مین مل گیا ہے"۔

راقم کہتا ہے یہہ اعتراض جناب مخاطب کا نہایت محل تعجب ہے اور انکی کمال انصاف و بے تعصبی سے خبر دیتا ہے۔ جس حالت مین مطلق جسمیت وجود آسمان کو جناب مخاطب مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کے مقابلہ سے عاجز آکر خود مان گئے ہین چنانچہ تہذیب الاخلاق نمبرہ جلدہ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ مین بصفحہ ۳۰ چند آیات کو جسمین آسمان کا گرپڑنا لپیٹی جانا پہٹ جانا اسمین دروازون اور برجون کا ہونا پایا جاتا ہے ذکر کر کے فرماتے ہین۔ ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ لاوجود للسماء جسمانیاً اور اگر یہی سقف مصداق آیات ہو تو اس کا ہی تو جسم ہی پس خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہوا۔ بلاشبہ یہہ الزام ہم پر بہت بڑا الزام ہے جسکو ہم تسلیم کرتے ہین مگر جناب آسمانون کی ایسی جسمانیت ماننے مین ہمکو کچھہ عذر نہین ہے ہم تو اس جسمانیت کے منکر ہین جسکو حکماء یونان نے قرار دیا ہے۔

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مین جو ہم گمراہون کے ہدایت کے لئے لکھا ہے ارقام فرمایا ہے کہ ہمارا (یعنے مولوی محمد علی صاحب کا) اعتقاد نسبت آسمان کے یہہ ہے کہ وہ ایسی چیزین ہین کہ خدا نے انکو بنایا ہے۔ اور ہمارے اوپر ہین اور خلقت انکی ہماری خلقت سے محکم تر۔ اور ممتد اور بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرفوع اور شمس و قمر و نجوم کے معلق ہین اور شمس و قمر و نجوم انمین ہین اور قابل انشقاق و انفطار ہین۔ پھر وہ (یعنے مولوی محمد علی صاحب) لکھتے ہین کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجھتے ہین۔ جو کچھہ مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا ہے اگرچہ وہ کسیقدر ترمیم کے لائق ہے مگر ہمکو اس سے انکار بھی نہین پھر جناب مخاطب نے اسمین ترمیم بھی کی مگر آسمان کے جسم و مخلوق ہونے سے انکار نہین کیا

اور امام غزالی نے بھی اس تمثیل مین مطلق جسمانیت اور انیت وجود آسمان سے کچھہ بڑھکر نہین کہا اور کسی خصوصیت و کیفیت کا جو یونانی بیان کرتے ہین دعوی نہین کیا پھر جناب مخاطب کا اس تمثیل پر معترض ہونا اور وجود آسمان کی ذاتی و جسمانی ہونے سے انکاری ہوکر اسکا وجود حسی یا خیالی یا عقلی یا شبہی تجویز کرنا محل تعجب نہین تو کیا ہے اور بڑی تعجب کی بات یہہ ہے کہ آسمانون کو سات عدد کہنا اور ماننا بھی آپنے یونانیون کی تقلید پر مبنی ٹہرایا ہے۔ حالانکہ لفظ سبع سموات قرآن مین موجود ہے اس سے بھی بڑھکر تعجب کی بات یہہ ہے جو آپ نے اس انکار کی وجہ بیان کی ہے کہ جو چیز نہ ظاہراً دکھائی دیتی ہو نہ حس و خیال سے معلوم ہوتی ہو تو اسکا وجود ذاتی مع التشخص کیونکر مانا جا سکتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خدا تعالی کا وجود بھی ذاتی نہین عقلی ہے یا شبہی ہے کیونکہ نہ وہ ظاہراً دکھائی دیتا ہے اور نہ حس و خیال مین آسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اخبار تیرہوین صدی مین بیان کیا ہے کہ اصلی نیچریہ وجود خدا کے بھی منکر ہین حقیقت مین سچ ہے۔ اور آپکا یہہ دعوی کہ خدا ہی صرف زبانی زبانی کسی حکمت عملی کی نظر سے ہی دل مین وجود ذاتی خدا سے آپکو انکار ہے۔

ایسا ہی آپکی ہر کلام سے کہ عرش و کرسی کی تعریف یا انکی صورت یا انکی جسم کی حالت یا انکی ماہیت خدا نے نہین بتائی اور کوئی وجہ نہین ہے کہ انکے وجود کو عقلی سے خارج کرکے وجود ذاتی کی مثال مین داخل کیا جاوے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالے کے وجود کو بھی ذاتی نہین مانتے صرف عقلی خیال کرتے ہین اسلئے کہ خدا نے اپنی بھی کوئی حقیقت یا ماہیت یا صورت یا جسمیت نہین بتائی پس اگر آپکے اعتقاد مین کسی چیز کا وجود ذاتی بدون علم اسکی حقیقت یا صورت یا جسمانیت کے ثابت ہونا ممکن نہین تو آپکے اعتقاد مین خدا کا وجود بھی ذاتی نہین۔

بالجملہ امام غزالی رحمہ اللہ کا وجود ذاتی کی تمثیل مین وجود آسمان و عرش و کرسی کو ذکر کرنا یونانیون کی تقلید پر مبنی نہین غزالی نے آپنا ہی کہا ہے جو ظاہر قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور آپکو بھی فی الجملہ اس سے اعتراف ہے۔ ہان آپکا اس سے انکار اپنے اقرار کے خلاف اور تقلید فلاسفہ فرنگ پر مبنی اور انکار

وجود ذاتی خدا کا مثبت ہے۔

اب آپ سوچ لین امام غزالی رحمہ اللہ محل اعتراض وتعجب ہین یا خود بدولت۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے وجود حسی کی مثالین بہت ہین انمین سے اس مقام مین تو دو مثالون پر اکتفا کرے ایک آنحضرت صلعم کا یہہ قول کہ موت کو قیامت کے مینڈہے کی صورت مین لائینگے اور ذبح کر ڈالینگے۔ پس جنکے نزدیک استدلال پر دلیل قائم ہے کہ موت ایک جسم کی صفت ہے جو بذات خود قائم نہین بلکہ وہ عدم محض کا نام اور ایک جسم غیر قایم بالذات یا محض معدوم کا جسم ہوجانا محال ہے تو وہ اس حدیث کو اس پر حمل کرینگے کہ قیامت کے دن لوگ ایسا دیکھینگے اور اس صورت محسوس کو موت خیال کرینگے وہ صورت انہی کے حس مین نہ خارج مین موجود اور موت سے مایوس ہوجانیکا سبب ہوگی۔ اور جس شخص کے نزدیک موت کا جسم ہونا محال نہین وہ شاید یہہ اعتقاد کریگا کہ موت ہی مینڈہا ہوجاویگی اور ذبح کیجاویگی۔

اما الوجود الحسی فامثلۃ فی التاویلات کثیرۃ فاقتنع منہا بمثالین احدہما قولہ ع یوتی بالموت یوم القیمۃ فی صورۃ کبش املح فیذبح فان من تمام عندہ البرہان علی ان الموت عرض او عدم وان قلب العرض جسما مستحیل غیر مقدور فینزل الخبر علی ان اہل القیمۃ یشاہدون ویعتقدون انہ الموت ویکون ذلک موجودا فی حسہم لا فی الخارج ویکون سببا لحصول التعیز بالیاس عن الموت بعد ذلک اذ المذبوح یایوس عنہ ومن لم یقم عندہ البرہان فعساہ یعتقد ان نفس الموت ینقلب کبشا فی ذاتہ ویذبح۔

دوسری مثال آنحضرت صلعم کا یہہ قول ہے کہ موت

المثال الثانی قولہ صلعم عرضت علی الجنۃ فی عرض ہذا الحائط †

† جناب مخاطب نے لفظ عرض کو جو عین کے پیش سے ہے عرض بفتح عین سمجھا ہے اور اسکا ترجمہ چوڑان کیا ہے اس قسم کی بیسون اغلاط آپکے ترجمہ مین ہین از انجملہ دو تین غلطیان مین نے بیان کی ہین جو لوگ ہمسے کہا کے ستا کی رہتے ہین کہ سید احمد خانصاحب تم مولوی کیون نہین کہتے۔ اور اسکے سبب سے وہ ہمکو اخبار سفیر ہند مین برملا گالیان بھی دیتے ہین لوگ ان الفاظ کو دیکھین بہر انصاف سے کہین کہ جس شخص کی علوم نقلیہ مین یہہ بضاعت ہو وہ مولوی کہلانے کا کیونکر مستحق ہے۔ اور انگریزی و فلاسفی خیالات مین وہ دخل رکھتے ہین جنکے سبب وہ نیچرل فلاسفر یا نازر کہلانے کے مستحق ہین سو ان القاب کے استعمال سے انکی نسبت ہم بھی دریغ نہین کرتے۔ ۱۲ حاشیہ

فمن قام عندہ البرہان علی ان الاجسام
لا تتداخل وان الصغیر لا یتسع الکبیر حمل ذلک
علی ان نفس النجۃ لم ینتقل الی الحائط لکن
تمثل للحس صورتہا فی الحائط حتی کانہ یشاہد
ولا یستحیل ان یشاہد مثال کبیر فی جرم صغیر کما
یشاہد السماء فی مرآۃ صغیرۃ۔

اما الوجود الخیالی فمثالہ قولہ صلعم کانی انظر الی
اخی یونس بن متی علیہ الصلوۃ والسلام علیہ عباءتان
قطوانیتان یلبی ویجیبہ الجبال واللہ تعالی وتبارک
یقول لبیک یا یونس۔

فالظاہر ان ہذا انما عن تمثل ہذہ الصورۃ
فی خیالہ اذ کان وجود ہذہ الحالۃ سابقا
علی وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد تعذر
فلم تکن موجودۃ فی الحال۔ ولا یبعد ان
یقال ایضا تمثل ہذا فی حسہ حتی صار مشاہدا۔

واما الوجود العقلی فامثلتہ کثیرۃ فاقنع فیہ
بمثالین احدہما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اخر
من یخرج من النار یعطی من الجنۃ عشرۃ امثال
الدنیا۔ فان ظاہر ہذا التشبیہ الی انہ عشرۃ
امثالہ فی الطول والعرض والمساحۃ وہو
التفاوت الحسی والخیالی ثم قد یتعجب فیقال

اس دیوار کی جانب میں میرے سامنے پیش ہوئی
پس جسکے نزدیک اجسام کی متداخل ہونے اور بڑی چیز کے
چھوٹی شئی سمانے پر دلیل قائم ہے وہ اس حدیث کو
اسپر حمل کریگا کہ جنت بذات خود اس دیوار میں نہیں آگئی
ہو ولیکن اسکی صورت دیوار میں دکھائی دی ہو اور یہ
مستحیل نہیں دیکھو چھوٹے سے شیشے میں آسمان کی صورت نظر آجاتی ہے

وجود خیالی کی مثال آنحضرت صلعم کا یہہ قول
ہے میں گویا اپنے بھائی یونس بن متی (نبی) کو دیکھ
رہا ہوں اسپر دو قطوانی عبائیں ہیں اور وہ لبیک
پکار رہے ہیں اور پہاڑ جواب دیتے ہیں اور خدا تعالی بھی فرماتا
ہے اے یونس میں تیرے پاس ہوں۔ سو ظاہر ہے کہ یہہ
صورت خیالی کی حکایت ہے کیونکہ اس حالت کا اصلی وجود
تو آنحضرت صلعم سے پہلے ہو چکا تھا آنحضرت کیونکر اس میں اسکا وجود نہ تھا
اور یہہ بھی بعید نہیں کہ یہہ وجود یونس جو آنحضرت خود دیکھا ہو حسی ہو
آنحضرت کے حس میں انکی صورت متمثل ہو گئی ہو۔

وجود عقلی کی بہت سی مثالیں ہیں انمیں سے بھی
دو مثالوں پر قناعت کرلے۔ ایک یہہ جو آنحضرت نے
فرمایا ہے کہ جو آخر دوزخ میں سے نکلیگا وہ دنیا سے
دس گنا بہشت دیا جاویگا۔ اسکے ظاہر الفاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طول و عرض و پیمائش میں
دس گنا ہے اور وہ حسی و خیالی تفاوت ہے

الجنۃ فی السماء کما دلت علیہ ظواہر الاخبار فکیف تتبع السماء لعشرۃ امثال الدنیا والسماء ایضا من الدنیا وقد یقطع المؤل ہذا التعجب فیقول المراد تفاوت معنوی عقلی لا حسی خیالی کما یقال مثلا ہذہ الجوہرۃ عشرۃ امثال ہذا الفرس ای فی المالیۃ ومعناہ المدرک عقلا دون مساحۃ المدرکۃ بالحس التخییل۔

پھر اس سے تعجب آتا ہے کہ جنت تو آسمان پر ہی چنانچہ ظواہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور آسمان بھی منجملہ دنیا ہی پس اس آسمان میں دنیا سے دس گنا چیز کا سمانا کیونکر ممکن ہے۔ پھر اس تعجب کو مؤل قطع کرتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ دس گنا سے تفاوت معنوی و عقلی مراد ہے حسی و خیالی مراد نہیں جیسے کہتے ہیں کہ یہ موتی اس گھوڑے سے دس گنا ہے یعنی قیمت و مالیت (جو عقل سے سمجھ جاتی ہے) میں دس گنا ہے نہ پیمائش میں جو حس و خیال میں آتی ہے۔

اس مثال پر جناب مخاطب نے عجیب اعتراض کیا ہے جسمیں اپنی بیخبریت کا خوب اظہار کیا و تکذیب رسولؐ و انکار نصوص کو پورا کر دکھایا چنانچہ فرمایا ہے۔ اُس مثال میں امام صاحب نے صرف ملا بن ہے برتا ہے انہوں نے بلا تنقیح اس بات کے کہ فوق کے اور آسمان کے اور جنت کے اور دوزخ کے وجود سے منجملہ اقسام وجود کے جو انہوں نے بیان کئی ہیں کونسا وجود متحقق ہے اس حدیث کو مثال میں پیش کر دیا ہے اور اسی تعلیمی و تربیتی بندش سے بہشت اور دوزخ کو منوا مالی کے باغ اور کلولہ کے بٹھے کی مانند تسلیم کر لیا ہے فلیتعجب کل العجب"۔

اس کلام سے آپکا مقصود یہ ہے کہ بہشت و دوزخ کا وجود ذاتی نہیں ہے صرف شبہی ہے۔ چنانچہ اس کلام کے بعد آپنے کھول کر فرما دیا ہے کہ جو لوگ بہشت یا دوزخ کا وجود صرف شبہی قرار دیتے ہیں وہ کیوں کافر ہیں"۔ اور اپنی تفسیر سراپا تحریف و تزویر میں اس سے بڑھکر فرمایا ہے اور نعیم لذات جنت کو ہنسی میں اوڑا یا ہے چنانچہ اس کے صفحہ ۳۶ میں فرمایا ہے "جنت یا بہشت کی ماہیت جو خود خدا تعالے نے بتلائی ہے وہ تو یہ ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کیا کچھ انکی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنے راحت) چھپا رکھی گئی ہے کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے۔

پیغمبر خدا صلعم نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی سند پر بیان کیا ہے۔

وہ یہہ ہے قال اللہ تعالے اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علے قلب بشر
یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ طیار کی ہے مینے اپنے نیک بندون کے لئے وہ چیز جو نہ کسی آنکہہ نے دیکہی ہے
اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل مین اسکا خیال گذرا ہے۔
پس اگر حقیقت بہشت کے یہی باغ اور نہرین اور موتی اور چاندی سونے کی اینٹون کے مکان اور دودہ شراب
اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتین اور لونڈی ہون تو یہہ تو قرآن کی آیت اور خدا کے
فرمودہ کے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ ان چیزون کو تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ ویسی
عمدہ چیزین نہ آنکہون نے دیکہین اور نہ کانون نے سنین تو بہی ولا خطر علے قلب بشر سے خارج† نہین ہو سکتی
عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جب کہ ان سب چیزون کا نمونہ دنیا مین موجود ہے تو اسکی صفت اضافی کو
جہانتک کہ ترقی دیتی جاؤ۔ انسان کے دل مین اسکا خیال گذر سکتا ہے حالانکہ بہشت کی ایسی حقیقت بیان
ہوئی ہے کہ لا خطر علے قلب بشر۔ پس بہشت کی جو یہہ تمام چیزین بیان ہوئی ہین درحقیقت بہشت مین
جو قرۃ اعین ہوگا اسکو سمجہانے کو بقدر طاقت بشر تمثیلین ہین نہ بہشت کی حقیقتین۔
انسان اپنے موافق فطرت کے انہی چیزون کو سمجہہ سکتا ہے اور انہی کا خیال اسکے دل مین آسکتا ہے
جو اسنے دیکہی یا چہوئی یا چکہی یا سونگہی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہون اور بہشت کے جو قرہ اعین یعنے
راحت یا لذت ہی اسکو نہ انسان نے دیکہا ہے نہ چہوا ہے نہ چکہا ہے نہ سونگہا ہے نہ قوۃ سامعہ نے
اسکا حس کیا ہے۔ پس فطرت انسانی کے مطابق انسان کو اسکا بتلانا ناممکن ہے اسکے سوا ایک اور مشکل
درپیش ہے کہ جو کچہہ انسان کو بتایا جاتا ہے وہ ان الفاظ سے تعبیر ہوتا ہے جو انسان کے بول چال مین
ہین اور جو چیز کہ انسان نے نہ دیکہی نہ چہوئی و چکہی نہ سونگہی نہ قوت سامعہ سے حس کی اسکے لئے کوئی لفظ

† اس مطلب کی صحیح تعبیر یہہ ہے کہ داخل نہین ہو سکتی کیونکہ لا خطر سے خارج نہونا لا خطر مین داخل ہونا ہے اور
یہہ آپکے مدعا کی مخالف ہے اس سے آپکا اپنی کلام کی مطلب کو نہ سمجہنا اور اپنی مافی الضمیر کو صحیح الفاظ سے تعبیر نکر سکنا ثابت ہوتا ہے
اسپر نیچریونکا یہہ دعوی کہ آپ بڑے فصیح ہین اور اردو لٹریچر مین بڑے ماہر کمال تعجب کا محل ہے۔ ۱۲

انسان کی زبان مین نہین ہوتا۔ اور اسلیئے اس کا تعبیر کرنا گو کہ خدا ہے تعبیر کرنا چاہے محالات سے ہی
اسکے سوائے ایک اور سخت مشکل یہہ ہے کہ کوئی انسان اُن کیفیات کو بہی جو اس دنیا مین ہین تعبیر نہین کر سکتا
کوئی شخص کہٹاس مٹہاس درد دکہہ رنج و راحت کی کچہہ بہی کیفیت نہین بتا سکتا یا اسکے لئے دوسرا لفظ بدل
دیتا ہے یا کوئی مشابہت اور نظیر اُسکی لاتا ہے جو وہ بہی مثل پہلے کی محتاج بیان ہوتی ہی پس بہشت کی کیفیت
یا لذت کا جسکو قرۃ اعین سی تعبیر کیا ہے بیان کرنا گو کہ خدا ہی اُسکا بیان کرنا چاہی محال سے بہی بڑہکر محال ہے
مگر جبکہ انسان کو ایک بات کے کرنے کو اور ایک بات کے نکرنے کو کہا جاوے تو بالطبع انسان اُسکی
منفعت اور مضرت کے جاننے کا خواہان ہوتا ہے اور بغیر جاننے اُسکے کرنے یا نکرنے پر راغب یا متنفر نہین
ہوتا اس واسطے ہر ایک پیغمبرؑ کو بلکہ ہر ایک رفارمر یعنے مصلح کو اس منفعت و مضرت کا کسی تمثیل
و تشبیہ سے بتانا پڑتا ہے۔

قرۃ اعین کی ماہیت یا حقیقت یا کیفیت یا اصلیت کا بتانا تو محالات سے ہے اسلئے انبیا نے اُن
راحتون اور لذتون یا رنج اور تکلیفون کو جو انسان کے خیال مین ایسی ہین جو اُن سے زیادہ نہین
ہو سکتین بطور جزا و سزا اُن افعال کے بیان کیا ہے اور غرض اس سے بعینہ وہی اشیا نہین ہین
بلکہ جو رنج و راحت لذت و کلفت اُن سے حاصل ہوتی ہے اس کیفیت قرۃ اعین سے تشبیہاً بیان
کرنا مقصود ہوتا ہے گو وہ تشبیہ کیسی ہی ادنی اور ناچیز ہو۔

موسیٰ نے اُس قرۃ اعین کو اولاد پیدا ہونے مینہ برسنے رزق کے فراغ† ہونے دشمنون پر غلبہ پانے
اور اس کلفت کو اولاد کے مرنے قحط پڑنے وبا پہیلنے شکست کہانے کی کیفیت کی تشبیہ مین بیان کیا
یہہ تشبیہین اگرچہ بنی اسرائیل کے دل پر بہت مؤثر تہین مگر درحقیقت ایسی نہ تہین کہ جو تمام
انسانون کی طبیعت پر حاوی ہون محمد مصطفےٰ نے اُسکو ایسی تشبیہون مین بیان کیا ہے کہ تمام
انسانون کی طبیعتون پر حاوی ہین اور کل انسانون کی خلقت اور جبلت کی نہایت ہی مناسب ہین
تمام انسانون کی خواہ وہ سرد ملک کے رہنے والے ہون خواہ گرم ملک کے مکان کی آراستگی مکان
خوبی باغ کی خوشنمائی بہتے پانی کی دلربائی میون کی تر و تازگی سب کے دل پر ایک عجیب کیفیت

† اصل تفسیر مین ایسا ہے فراغ غین سے ہی۔ شاید صحیح لفظ فراخ حا سے ہو۔ ۱۲

پیدا کرتی ہے اسکے سوائے حسن یعنے خوبصورتی سب سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی ہے خصوصاً جبکہ وہ انسان مین ہو اور اس سے بھی زیادہ جبکہ وہ عورت مین ہو۔ پس بہشت کی قرۃ اعین کو ان فطرتی راحتون کی کیفیات کی تشبیہ مین اور دوزخ کے مصائب کو آگ مین جلنے اور لہو پیپ پلائی جانے اور تھوہر کھلائی جانے کی تمثیل مین بیان کیا ہے تاکہ انسان کے دل مین یہہ خیال پیدا ہو کہ بڑی سے بڑی راحت و لذت یا سخت سے سخت عذاب وہان موجود ہے اور درحقیقت جو لذت و راحت یا رنج و کلفت وہان ہے انکو اس سے کچھہ بھی مناسبت نہین ہے یہہ تو صرف ایک اعلی راحت و احتظاظ یا رنج و کلفت کا خیال پیدا کرنیکو اس پیرایہ مین جسمین انسان اعلی سے اعلی احتظاظ و رنج کو خیال کرسکتا تھا بیان کیا ہے۔ یہہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اسمین سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب و سرسبز درخت ہین دودھ و شراب و شہد کی ندیان بہہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی و ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہان گہوسنین پہنتے ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھہ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے۔ کوئی کسی کو نہ مین کچھہ کر رہا ہے۔ کوئی کسی کو نہ مین کچھہ ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین"۔ اور تہذیب الاخلاق ۹۱ء کی ۱۱ نمبر مین بضمن مضمون دافع البہتان آپنے فرمایا ہے "جناب سید الحاج کے نزدیک اگر حور کی یہی حقیقت ہے جیسکہ ایک خوبصورت رنڈی اور غلمان کی یہہ حقیقت ہے جیسکہ ایک خوبصورت لونڈا تو بلاشبہ مین کہتا ہون کہ اس حقیقت پر وہ محمول نہین"۔

راقم کہتا ہے جو کچھہ امام صاحب نے بہشت کی نسبت فرمایا ہے۔ اور جن نعیم و لذات کو جناب مخاطب نے ہنسی مین اوڑایا ہے وہ سب کے سب بلکہ چند در چند بڑھکر کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہین جنکے ماننے اور اعتقاد کرنے مین بیشک خدا و رسول کے کسیکی تعلیم کو دخل نہین ہے

از انجملہ چند نعیم و لذات کو بطور نمونہ خروارے دیکے از ہزار نقل کیا جاتا ہے۔ اللہ

تعالےٰ نے بہشت کی مخلوق اور وسیع ہونے کی نسبت فرمایا ہے دوڑو خدا کی مغفرت

سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اعدت للذین امنو باللہ ورسلہ حدید ۳	اور بہشت کیطرف جسکی فراخی آسمان کیسی ہے، جو خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کے لئے تیار ہے۔

یہان نفس فراخی مین تشبیہ ہے نہ مقدار فراخی مین اسلئے کہ مقدار بہشت بہ نسبت آسمان بدرجہا بڑہکر ہے چنانچہ نصوص آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور جو نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت آسمانون پر ہے اس سے صرف جہۃ اور مکان بہشت کا بیان مقصود ہے نہ یہہ کہ بہشت آسمان مین محدود ہے اور آسمان اسپر محیط ہے آنحضرت صلعم سے ابوہریرہ نے پوچھا کہ بہشت کس چیز سے

عن ابی ہریرۃ قال یا رسول اللہ صلعم مما خلق الخلق قال من الماء قلت الجنۃ ما بنائہا قال لبنۃ من فضۃ ولبنۃ من ذہب وملاطہا المسک الاذفر وحصبائہا اللؤلؤ والیاقوت وترابہا الزعفران من یدخلہا ینعم ولا یبأس ویخلد ولا یموت ولا یبلی ثیابہم ولا یفنی شبابہم۔ رواہ الترمذی۔	بنی ہوئی ہے آپ نے فرمایا ایک اینٹ چاندی کی ایک سونے کی اور اسکا گارا کستوری ہے خوشبودار اور اوسکے کنکر موتی و یاقوت ہین اور مٹی زعفران ہے جو اسمین داخل ہوگا خوش رہیگا غمناک نہوگا ہمیشہ رہیگا مریگا نہیگا نہ انکے کپڑے پرانے ہونگے نہ جوانی فنا رہوگی۔

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے بہشت مین سو درجے ہین ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک

ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ بین کل درجۃ مثل ما بین السماء والارض رواہ الترمذی۔	اسقدر فاصلہ ہے جیسے زمین و آسمان مین فاصلہ ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے بہشت کے آسمانون پر ہونے کے بیان مین فرمایا ہے کہ محمد رسول

ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی عندہا جنۃ الماوی۔ سورہ نجم ع ۱	صلعم نے جبرائیل علیہ السلام کو اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس جہاں جنۃ الماوی ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث معراج مین (جو صحیحین وغیرہ مین مروی ہے) سدرۃ

المنتہی کا ٹہکانا ساتوین آسمان کے اوپر بتایا ہے اور اسکے بعد بہشت مین جانا بیان فرمایا۔

اور اللہ تعالی نے بہشت کے دروازون کی نسبت فرمایا ہے کہ جب پرہیزگار

حتی اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا۔ زمر ع ۸
جنات عدن مفتحۃ لہم الابواب سورہ ص ع ۴

جماعتین بنکر بہشت کو آوینگی اور دروازی کہولی جاوینگی اور فرمایا کہ انکی رہنی کی بہشت جنکی دروازہ انکی لئی کہلی ہونگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کے دروازے کی دو جانبون مین ایسی وسعت ہوگی

قال رسول اللہ صلعم ان ما بین مصراعین من مصاریع الجنۃ کما بین مکۃ وہجر۔ رواہ الشیخان

جیسے مکہ اور ہجر مین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول من یحرک حلقۃ الجنۃ رواہ الترمذی وفی روایۃ فاخذ بحلقۃ باب الجنۃ فاقعقعہا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازون مین حلقی (کڑہ یا کنڈی) ہونے کا بہی ذکر کیا ہی اور فرمایا سب سے پہلے حلقہ دروازہ بہشت کو مین ہلاؤنگا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب باب منہا یسمی الریان لا یدخلہا الا الصائمون رواہ الشیخان۔

اور آنحضرت صلعم نے اون دروازونکا عدد بہی بتایا ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ بہشت کی آٹہہ دروازہ ہین ازانجملہ ایک ریان ہی اسمین بجز روزہ دارونکی کوئی داخل نہوگا

لکن الذین اتقوا ربہم لہم غرف من فوقہا غرف مبنیۃ۔ سورہ زمر ع ۲۔

اور اللہ تعالے نے بہشت کے بالاخانونکی نسبت فرمایا ہے۔

پرہیزگارون کے لئے بالاخانہ ہین انکے اوپر بالاخانے بنے ہوئے۔

عن ابی سعید ان اہل الجنۃ یتراؤن اہل الغرف من فوقہم کما یتراؤن الکوکب الدری الغابر فی الافق رواہ الشیخان۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اہل جنت (یعنی جو کم درجہ ہین) اپنے اوپر بالاخانہ والون کو ایسا دیکہینگے جیسے افق آسمان مین ستارونکو دیکہتے ہین۔

ان فی الجنۃ لغرفا یری ظہورہا من بطونہا وبطونہا من ظہورہا۔

اور ایک **حدیث** فرمایا بہشت مین ایسے بالاخانہ ہین جنکا اندر سے باہر نظر آتا ہے اور باہر سے اندر۔

ان للمومن فی الجنة لخیمة من لؤلؤة مجوفة طولها ستون میلا للمومن فیها اهلون یطوف علیهم المومن فلا یرے بعضهم بعضاً - رواه الشیخان

اور ایک حدیث مین ارشاد ہی کہ مومن کے لئی ایک موتی کا خیمہ ہوگا جسکا طول ساٹھہ میل ہوگا۔ اسمین مومن کے اہل بیت ہونگی جو ایک دوسریکو نہ دیکھینگے

اور اللہ تعالے نے بہشت کی درختون اور سایون اور میون کی نسبت فرمایا کہ

واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب وفاکهة کثیرة لا مقطوعة ولا ممنوعة - سورہ واقعہ ۲۶

فیهما فاکهة ونخل ورمان - سورہ رحمان ۲۶

ودانیة علیهم ظلالها وذللت قطوفها تذلیلا - سورہ دہر ۱۶

من کل فاکهة زوجان - رحمن ۲۶

فیها من کل الثمرات سور محمد ۲۶ (۲)

کہ دہنی ہاتہہ کی کتاب والے بی خار بیری اور تو بر تو کیلے اور دراز سایہ اور گرتے ہوئے پانی اور بہت میون مین ہونگی جو نہ تمام ہونگی اور نہ روکی جاوینگے۔ انکے لئے اُن باغون مین میوے۔ اور کہجورین اور انار ہونگے۔ اور فرمایا اُنپر میوہ دار درختون کی شاخین جہکی ہونگی۔

اور فرمایا ان باغون مین ہر میوہ سے دو قسم ہونگی۔ انکے لئے ہر قسم کے میوہ ہونگے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہشت مین ایسا درخت ہے جسکے سایہ مین

عن ابی هریرة ان فی الجنة شجرة یسیر الراکب فی ظلها مائة عام لا یقطعها واقرؤا ان شئتم وظل ممدود - رواه الشیخان -

سو برس تک سوار چلتا رہے تو اسکو تمام نکرے - چاہو اس آیت کو پڑہ لو وظل ممدود -

اللہ تعالی نے بہشت کی چشمی اور نہرون کی نسبت فرمایا ہے بہشتیونکی رہنیکی باغون کے

جنات عدن تجری من تحتها الانهار - بقرہ ۳۶

مثل الجنة التی وعد المتقون فیها انهار من ماء غیر آسن وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمر لذة للشاربین وانهار من عسل مصفی - ولهم فیها من کل الثمرات ومغفرة من ربهم - سورہ محمد -

نیچے نہرین جاری ہونگے - اور فرمایا اس بہشت کی جسکا پرہیزگارونکو وعدہ دیا گیا ہے صفت اور حال یہہ ہے کہ اسمین کئی نہرین پانی کی ہین جو کبہی نہ سڑے اور کئی نہرین دودہ کی ہین جسکا ذائقہ نہ بدلے - اور کئی نہرین شراب کی ہین

جو پینے والون کو لذت دین اور کئی نہرین شہد خالص کی ہین اور اُنکو ان باغون مین ہر قسم کے میوے اور خدا کیطرف سے بخشش ہے۔

انا اعطیناک الکوثر۔ سورہ کوثر۔	اور فرمایا ہمنے تجھے کوثر عطا فرمایا۔
عن انس رض قال سئل رسول اللہ صلعم ما الکوثر قال ذلک نہر اعطانیہ اللہ یعنی فی الجنۃ اشد بیاضا من لبن واحلی من العسل۔ رواہ الترمذی وفی روایۃ البخاری بینا انا اسیر فی الجنۃ اذا انا ببنہر حافتاہ قباب الدر المجوف قلت ما ہذا یا جبرئیل قال ہذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر	آنحضرت صلعم نے کوثر کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ وہ نہر ہے جسکا خدا نے مجھہ سے وعدہ کیا ہے دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹی۔ اور فرمایا اسکے دونون کنارے موتیون کے ہین اور اسکا کیچڑ کستوری۔

اور اللہ تعالی نے بہشتیون کی کہانے پینے فرش لباس زیور خادمون وغلامون سواری

فہو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیۃ قطوفہا دانیۃ کلوا واشربوا ہنیئا۔ سورہ مرسلات ع ۱۱	کی نسبت فرمایا ہے وہ بلند باغ کی کتاب والے اچھی عیش مین ہونگے۔ اونچے باغون مین جنکے خوشے جھکے ہوئے ہونگے انکو کہا جاویگا کہاؤ اور پیو خوش آتا۔

اور فرمایا سابقین ومقربین (سونے سے) بنے ہوئے تختون پر تکیہ لگاکر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے

علی سرر موضونۃ متکئین علیہا متقابلین یطوف ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین لا یصدعون عنہا ولا ینزفون وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتہون۔ الواقعہ ۱۶	انکے ارگرد لڑکے ہمیشہ رہنے والے پھرینگے انجورے اور کوزہ لیکر شراب جاری سے جس سے نہ اُنکے سر درد کرینگے نہ وہ بیہوش ہونگے اور میوے جو وہ پسند کرینگے۔ اور جانورونکی گوشت جو چاہینگے۔
اور فرمایا آپسمین ایک دوسرے سے پیالے شراب کے لینگے جنمین نہ بیہودگی ہوگی نہ گناہ کی بات	
یتنازعون فیہا کاسا لا لغو فیہا ولا تاثیم ویطوف علیہم غلمان لہم کانہم لؤلؤ مکنون طور ۱۶	انکے آگے بیچھے سے غلام پھرینگے کہ وہ گویا موتی ہین چھپاکر رکھے ہوئے۔

یطوف علیہم ولدان مخلدون اذ رایتہم حسبتہم لؤلؤ منثورا - دہر ع ۱

اور فرمایا انپر لڑکے ہمیشہ رہنے والے پہرینگے انکو تو دیکہے تو بکہرے ہوئے موتی خیال کرے -

ویطاف علیہم بصحاف من ذہب واکواب وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین - زخرف ع ۷

اور فرمایا انپر سونے کے طباق اور آبخورہ لئے پہرینگے اور اسمین جو چاہین اور اس سے آنکہین لذت پاوین

اور فرمایا انپر چاندی کے برتن اور آبخورے لئے پہرینگے (جو صفائی مین) شیشے ہونگے چاندی کے شیشے اسی مقدار و اندار کے کہ وہ پی سکین -

ویطاف علیہم بانیہ من فضۃ واکواب کانت قواریر قواریر من فضۃ قدروہا تقدیرا - دہر ع ۱

ان اہل الجنۃ یاکلون ویشربون ولا یتفلون ولا یبولون ولا یتغوطون ولا یتمخطون قالوا فمال الطعام قال جشاء ورشح کرشح المسک رواہ مسلم -

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل جنت کہائینگے اور پئینگے اور وہ بول بزار تہوک ریٹہہ کے محتاج نہونگے کسی نے پوچہا یا رسول اللہ کہانے کا کیا حال یعنے اسکا فضلہ کیونکر خارج ہوگا - آپنے فرمایا آروغ سے اور عرق سے جسکی خوشبو کستوری کی سے ہوگی -

اور اللہ تعالے نے فرمایا انپر کپڑے ہونگے باریک ریشم سبز کے اور گہاڑے ریشم کے اور وہ کنگن چاندکے پہنائی جائنگی -

علیہم ثیاب سندس من خضر واستبرق - وحلوا اساور من فضۃ - دہر ع ۱ -

یحلون فیہا من اساور من ذہب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق متکئین فیہا علے الارائک (کہف ع ۴)

متکئین علے فرش بطائنہا من استبرق - رحمن

متکئین علے رفرف خضر وعبقرے حسان - رحمن -

ونمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ - غاشیہ -

اور فرمایا وہ سونے کے بہی کنگن پہنائی جاویگی اور لباس سبز ریشم پتلے اور گاڑے کا پہنینگے تختونپر تکیہ لگائی ہوئی - اور فرمایا وہ ایسے فرشون پر تکیہ لگائی ہوئے بیٹہینگے جنکا استر گاہڑا ریشم ہوگا - اور فرمایا کہ وہ سبز قالینون اور عمدہ بساطون پر تکیہ کئی ہونگے - اور فرمایا کہ اون باغون مین تکیہ چنے ہوئے ہونگے اور فرش بکہرے ہوئے -

اور اللہ تعالے نے اہل جنت کی بیویون اور حورون کے بیان مین فرمایا ہے کہ انکے

ولہم فیہا ازواج مطہرۃ وہم فیہا خالدون (بقرہ ۳۴)
وزوجنا ہم بحور عین - دخان ۳۴

لیے وہان پاک بیویان ہونگی - اور فرمایا ہمنے بڑی بڑی آنکھون والی حورون سے انکو نکاح کردیا ہین

اور فرمایا اُن باغون مین ایسی عورتین ہین جو اپنے خاوند کے سوائے کہین نہ دیکھینگی - انکو خاوندون سے

فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان (رحمن)
کانہن الیاقوت والمرجان - رحمن ۳۴
انا انشانا ہن انشاء فجعلناہن ابکارا عربا
اترابا لاصحاب الیمین - (واقعہ ۱۶)

پہلے نہ کسی انسان نے انسے صحبت کی ہوگی نہ کسی جن نے - وہ ایسی خوبصورت ہونگی جیسی یاقوت و مونگے - اور فرمایا ہمنے وہ کواریان اور خاوندونکو پیاریان اور ہم عمر بنائین ہین -

اور فرمایا پرہیزگارون کے لئے مراد کو پانا ہے باغ بہشت اور انگور اور ہم سن عورتین اُبھری چھاتیان والی -

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر اہل جنت کی کوئی عورت دنیا کیطرف نگاہ کرے تو آسمان و زمین کو روشن کردے اور خوشبو سے بھردے اسکی اوڑھنی تمام دنیا سے بہتر ہے -

اور ایک حدیث مین ارشاد ہوا ہے کہ پہلے جماعت جو بہشت مین داخل ہوگی چاند کی صورت ہوگی

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلعم اول زمرۃ تلج الجنۃ صورتہم علی صورۃ القمر لیلۃ البدر لا یبصقون ولا یتمخطون ولا یتغوطون آنیتہم من الذہب والفضۃ ومجامرہم الالوۃ ورشحہم المسک لکل واحد منہم زوجتان یری مخ سوقہما من وراء اللحم رواہ الشیخان -

نتھوکینگی نہ پاخانہ جائینگے انکے برتن سونے اور چاندی کے ہون گے اور کنگھیان سونے چاندی کی اور جلانے کی انگیٹھیان عود کی اور انکا پسینا کستوری ہر ایک کے لئے دو بیویان ہونگی جنکے پنڈلے کا بھیجا گوشت کے باہر سے نظر آویگا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.